

جناب سلیم الحق صدیقی صاحب

تقسیم ہند اور قادیانی

تقسیم ہند کے وقت مسلم لیگ کے قابل فخر مرزائی وکیل سید غفر اللہ نے گورنر ہند کے مسلم اکثریتی صوبے کی تحصیل پٹھانکوٹ کو پشتو سرزمین میں جا کر ہندوستان کو پیش کر دی اور ساتھ ہی راوی کے پانی اور بھارتی افواج کیلئے کشمیر میں داخلہ کا راستہ بھی خود بخود انڈیا کو متعلق ہو گیا۔ پاکستان کو مرزائیوں کے ہاتھوں کتنے نقصانات پہنچے اسکی تفصیل ناقابل تردید شواہد کے ساتھ پڑھیے۔ — ادارہ —

۱۹۴۷ء میں سید علی محمد باب نے مہدیت کا دعویٰ کیا جسکی پاداش میں ایرانی حکومت نے اسے سولی پر لٹکا دیا۔ اپنی موت سے پہلے سید علی محمد باب بہا اللہ کو اپنا وصی اور جانشین مقرر کر گیا۔ یہ وہی بہا اللہ ہے جس نے بہائی مذہب کی باقاعدہ بنیاد رکھی۔ اور اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیا۔ آج تمام بہائی مذہب کے پیروکار سید علی محمد باب کو مہدی آخر الزمان مانتے ہیں۔ اور بہا اللہ کو مسیح موعود اور نبی کہتے ہیں۔ اس مذہب کا مرکز حیفہ اسرائیل میں واقع ہے۔ جہاں پر برطانوی دور حکومت میں اس نئے مذہب کو مکمل تحفظ دیا گیا۔ بہا اللہ نے ۱۸۶۳ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ۱۸۹۲ء میں اپنی موت تک ہندوستان میں بھی اپنے نئے مذہب کا تبلیغی لٹریچر ارسال کرتا رہا۔ اور بہائی مذہب کی نشر و اشاعت پر بے دریغ روپیہ صرف کیا۔

غالب خیال یہ ہی ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود۔ مہدی اور نبی بننے کا دوسرا بہائی لٹریچر پڑھنے کے بعد پیدا ہوا۔ سید علی محمد باب کی عبرت ناک موت اس کے دل میں کوئی خوف پیدا نہ کر سکی۔ کیونکہ اسکو برطانوی حکومت سے اپنے تحفظ اور مدد کا پورا یقین تھا۔ ایرانی مسیح موعود بہا اللہ کی کامیابیاں دیکھ کر ہندوستانی مسیح موعود بننے کی ترغیب مرزا کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔ آخر کار مرزائے قادیان نے مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان ہونے کا اعلان کر ہی دیا۔ اور اپنے اس نئے مذہب کی بنیاد مسلمانوں کی نفرت اور عداوت پر رکھی۔ اور تمام مسلمانوں کو اسے مسیح موعود نہ ماننے کی پاداش میں کافر کجیوں کے بچے اور جنگلی سورد قرار دیا۔ (دیکھئے نجم الہدیٰ از مرزائے قادیان)

یہ ہی وہ عوامل تھے۔ جسکی بنا پر قادیانی مذہب اختیار کرنے والے افراد مسلمانوں کے بدترین دشمن بن گئے اور انکی گھات میں رہنے لگے۔ کہ کہاں موقع ملے اور ہم مسلمانوں کو زک پہنچائیں۔ یہاں تک کہ یہ لوگ مسلمانوں کی سیاسی قیادت میں بھی گھس اُٹے۔ اور مسلمانوں کی سادگی اور بھروسے پن سے انہوں نے کافی ناجائز فائدہ بھی

اٹھایا۔ اور برطانوی و ہندو سامراج کے اشارے پر مسلمانوں کا بیڑہ غرق کرنے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی! اسلامیان ہند کی قیادت میں جو مرزائی پیش پیش رہے۔ ان میں مرتد اعظم چودھری سرفراز اللہ خان قادیانی کا نام سرفہرست ہے۔ پنجاب کے شہر سیاست دان سرفضل حسین کی حمایت اور تائید سے سرفراز اللہ نے تحریک خلافت کے بعد سیاست ہند میں ایک مضبوط پوزیشن حاصل کر لی۔ اور یہاں تک کہ شیخص ۱۹۳۲ء میں مسلم لیگ کا صدر بھی بنا۔ بہر حال یہ ایک طویل انفسوں ناک داستان ہے جسکی اس مضمون میں گنجائش نہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے آل انڈیا ریڈیو سے تقسیم ہند

کا اعلان کیا۔ اس اعلان کو آزادی ہند ایکٹ ۱۹۴۷ء یا "INDIAN INDEPENDENCE ACT, 1947" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور برطانوی ہند کو تقسیم کر کے ہندوستان اور پاکستان کی دو ملکوں کے قیام کا اعلان کیا۔ مسلم لیگ کے اصل مطالبہ پاکستان کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں پنجاب اور بنگال کو غیر منصفانہ اور ظالمانہ طور پر تقسیم کر دیا گیا۔ مسلمان جو برطانوی ہند کی آبادی کا ایک پونچھائی حصہ تھے، پاکستان کی صورت میں مسلمانوں کو برطانوی ہند کی آبادی کا صرف آٹھواں حصہ دیا گیا۔ تقسیم کا اصول یہ رکھا گیا کہ مسلم اکثریتی صوبے صوبائی تقسیم کا ایک یونٹ ہو۔ مسلم اکثریتی اضلاع کے علاقہ کو مغربی پنجاب اور مشرقی بنگال کا نام دیا گیا۔ اور غیر مسلم اکثریتی اضلاع کے حصے کو مشرقی پنجاب اور مغربی بنگال کا نام دیا گیا۔ اور ساتھ ہی ایک حد بندی کمیشن قائم کیا گیا۔ جس کا سربراہ سر سیرل ایڈکلف مقرر ہوا۔ پنجاب باؤنڈری کمیشن میں دو مسلم جج جسٹس دین محمد اور جسٹس محمد نیر کو لیا گیا۔ اور غیر مسلموں کی طرف سے جسٹس تینجا سنگھ اور جسٹس مہر چند مہاجن کا تقرر ہوا۔ مسلمانوں کی بدستی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ مسلم لیگ کی طرف سے دیل چودھری سرفراز اللہ خان کو مقرر کیا گیا۔ ایسا شخص جو مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہو۔ اور جس کے مذہب کی بنیاد مسلمانوں کی نفرت پر ہو۔ اس سے کسی قسم کے خلوص کی امید رکھنا حماقت تھی۔ اس شخص نے پاکستان اور اسلامیان ہند کو تاریخ کا ایک عظیم دھوکا دیا۔ جسکی تلافی آئندہ شاید پھر بھی نہ ہو سکے۔ اس نام نہاد قادیانی وکیل نے پاکستان اسلامیان ہند کو شیر کو جوڑک پہنچائی اس کا ازالہ بھی شاید آئندہ پھر بھی نہ ہو سکے۔ اس عظیم دھوکے کی شہادت خود ظفر اللہ کی لکھی ہوئی اپنی آپ بیتی تحدیث نعمت دے رہی ہے۔ لیکن انفسوں آج تک اس کی گرفت کرنے کی ہمت کسی شخص کو نہیں ہوئی۔

اس سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ پاکستان کو آزادی ہند ایکٹ ۱۹۴۷ء کے تحت پنجاب کی پوری ملتان ڈویژن کے اضلاع۔ راولپنڈی ڈویژن کے پورے اضلاع اور لاہور ڈویژن کے اضلاع کو اسوائے ضلع امرتسر کے ملے تھے۔ ضلع امرتسر میں معمولی سی غیر مسلم اکثریت ہونے کی بنا پر اس ضلع کو ہندوستان میں شامل کر دیا گیا۔ لاہور ڈویژن کا ضلع گورداسپور جہاں پر مسلمان غیر مسلموں سے تعداد میں ۲۰.۲۸ فیصد زیادہ تھے

۳ جن کے اعلان کے مطابق پاکستان میں شامل تھا، یہ ضلع پاکستان کے لئے زبردست اہمیت کا حامل تھا۔ اول تو اس ضلع کی تحصیل چٹان کوٹ میں دریائے راوی پر مادھوپور ہیڈ ورکس واقع تھا۔ جہاں سے اپر بارسی روڈ اب نہر نکل کر ضلع ملتان تک کے علاقہ کو سیراب کرتی تھی۔ یا دوسرے معنوں میں مادھوپور دریائے راوی کے پانی کی کنجی تھی۔ دوم ریاست جموں اور کشمیر کا آخری راستہ یعنی کٹھوا روڈ (KATHUA ROAD) مادھوپور ہیڈ ورکس کے اوپر سے ہو کر گزرتا تھا۔ اس طرح کشمیر کے تمام راستوں پر پاکستان کا قبضہ ہو جاتا تھا۔ اور بھارت کے لئے کشمیر میں داخل ہونے کا اور کوئی راستہ باقی نہیں رہتا تھا۔ سوم دریائے بیاس ضلع گورداسپور کی مشرقی سرحد پر واقع تھا۔ جو دفاعی لحاظ سے پاکستان کی قدرتی اور محفوظ باؤنڈری کا کام دیتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ لاہور جیسے اہم اور بڑے شہر کا دفاع بھی بہت بہتر ہو جاتا۔ ان تمام حقائق سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ضلع گورداسپور بمعہ تحصیل چٹان کوٹ کے پاکستان کے لئے کتنا اہم اور قیمتی ضلع تھا۔ جسکی بدولت ہمیں ریاست جموں اور کشمیر کا پچاسی ہزار مربع میل علاقہ مل رہا تھا۔ اور ہماری زرعی زمینوں کی آباد کاری کے لئے دریائے راوی کا تمام پانی ہمیں دستیاب ہوتا۔ جو اب سب ہندوستان کی تحویل میں چلا گیا ہے۔ اور یہ پانی چمن جانے سے ہمارے کاشتکاروں کو کوڑا روڑا روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اب عہد بندی کمیشن کے سامنے تقسیم پنجاب کو آخری شکل دینے کے لئے مسلم لیگ کو اپنا موقف پیش کرنا تھا۔ اس دوران یہ سوال زیر بحث آیا کہ تقسیم کے یونٹ کا تعین کس طرح کیا جائے۔ آیا تقسیم کا یونٹ مسلم اکثریتی ضلع کو ہی رکھا جائے۔ یا مسلم اکثریتی کشری یا دو آبے کو یونٹ قرار دینے پر زور دینا چاہئے۔ ضلع کو یونٹ تسلیم کرنے پر ہمیں جو اصلاح آزادی ہند ایکٹ کے تحت عارضی طور پر مل گئے تھے وہی برقرار رہتے۔ اور کشری یا دو آبے کو اگر یونٹ بنایا جاتا تو ہمیں ضلع امرتسر، لاہور کشری میں واقع ہونے کی وجہ سے مل جاتا۔ کیونکہ مجموعی طور پر مسلمان لاہور کشری میں ایک بہت بڑی اکثریت رکھتے تھے۔ اس طرح دریائے بیاس پاکستان کی قدرتی اور محفوظ سرحد بن جاتا۔ اور ساتھ ہی دریائے راوی کا تمام پانی مل جانے سے مغربی پنجاب پانی میں خود کفیل ہو جاتا۔ اور ننگہ بند سے ہمیں بے ترتیب نہریں نکلانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

لیکن آپ یس کر حیران ہوں گے کہ غفر اللہ نے اپنی مرضی اور مسلم لیگ کے نام سے عہد بندی کمیشن کے سامنے تحریری بیان میں ایک خطرناک تجویز پیش کی وہ یہ کہ پنجاب کی تقسیم کا یونٹ ضلع یا کشری کی بجائے تحصیل کو قرار دیا جائے۔ اور ساتھ ہی غفر اللہ نے یہ بھی پچھ لگا دی کہ پھر اس میں بھی دوسرے امور کی بنا پر رد و بدل کر دیا جائے یعنی اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسلم اکثریت کی تحصیلیں پاکستان کو ملیں اور غیر مسلم اکثریت کی تحصیلیں ہندوستان کو ملیں۔ اور پھر اس میں بھی کمیشن دوسرے امور کی بنا پر رد و بدل کر سکتا ہے۔ جب یہ سیمورنڈم عہدندی

کمیشن کے سامنے آیا۔ جو مسلم لیگ کی طرف سے عرصی دعوے کی حیثیت رکھتا تھا۔ تو بچارے مسلم حج اسکوٹھہر کے حیران اور پریشان ہو گئے۔ (دیکھیے "ماشل لارے ماشل لارنگ" مصنفہ سید نور احمد) اس میورنڈم میں یہ یونف اختیار کیا گیا تھا۔ اور اس پر بہت زور دیا گیا تھا کہ مسلم اور غیر مسلم علاقے یا مشرقی اور مغربی پنجاب کی اصولی حدود متعین کرنے کے لئے ضلع کو یونٹ قرار دینا غلط ہے، اس لئے تحصیل کو یونٹ قرار دینا چاہئے پھر جو بنیاد یعنی اس طرح قائم ہو، اسے آخری شکل دینے کے لئے اس میں دوسرے امور کی بنا پر مناسب رد و بدل کر دیا جائے۔

غفر اللہ کے اس طرز استدلال سے جو عملی نتائج برآمد ہوئے وہ نہایت ہی خطرناک تھے تحصیل پٹھان کوٹ جو ایک بہت معمولی اکثریت سے ضلع گورداسپور کی واحد غیر مسلم تحصیل تھی، اسکی بنیادی حیثیت اتفاق رائے کے ساتھ طے ہوگی۔ اور یہ تحصیل بحث اور اختلاف کے دائرے سے خارج ہوگئی۔ یا دوسرے الفاظ میں مسلم لیگ کے قابل فخر مرزائی دلیل نے ضلع گورداسپور کے مسلم اکثریتی ضلع کی تحصیل پٹھان کوٹ کو مشرقی میں سبک دہندوستان کو پیش کر دی کیونکہ اب جدید کمیٹی کے سامنے دونوں فریق کا کوئی عذر اس تحصیل کے لئے نہ رہا۔ اور ساتھ ہی راوی کا پانی اور بھارتی انواج کے لئے کشمیر میں داخلے کا راستہ بھی خود بخود انڈیا کو منتقل ہو گیا۔ قادیانی بروقت امداد سے ہندو اپنی کامیابی سے پھولا نہ سہاتا تھا غفر اللہ کی اپنی آپ بیتی کی کتاب "تحدیثِ نعمت" میں بھی اس بات کا قوی ثبوت ملتا ہے کہ یہ تحصیل والی سکیم خالص قادیانیوں کے دماغ کی اختراع تھی۔

اب دوسری صورت یہ پیش آئی کہ تحصیل فیروز پور زہرہ، جالندھر اور نواں شہر کی مسلم اکثریتی تحصیلیں بھارتی مشرقی پنجاب میں جزیرہ نواں اور جزیرہ نواں کی صورت اختیار کئے ہوئے تھیں اور غیر مسلم اکثریتی اضلاع میں واقع تھیں خاص کر تحصیل نواں شہر اور جالندھر تو بالکل جزیرے بنے ہوئے تھے۔ اب ان کے ساتھ جغرافیائی وحدت نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان میں ان کا شمول ممکن نہ تھا۔ اور نہ پاکستان ان کا دفاع کر سکتا تھا۔ اب رہا ضلع گورداسپور کی مسلم اکثریتی تحصیل جالہ اور گورداسپور۔ تو ان کی حیثیت بھی ضلع امرتسر اور پٹھان کوٹ نکل جانے سے ایک جزیرہ نواں ہوگئی تھی۔ اور تین طرف سے ہندوستان میں گھیر گئی تھیں۔ اب غفر اللہ کی پیش کردہ دوسرے امور کے تحت رد و بدل کے اختیار کے تحت ریڈ کلف ہے، کو تسلیم کرنا پڑا کہ ان جزیرہ نما تحصیلوں کا نہری آبپاشی، ماسٹی اور جغرافیائی طور سے الگ تھلگ ہونے کی بنا پر ان کو پاکستان کا حصہ نہیں بنایا جاسکتا۔ اور تو اور دیگر امور کے تحت ریڈ کلف نے ضلع لاہور کی تحصیل قصور کا آدھا علاقہ کاٹ کر ہندوستان کو دیدیا۔ کیونکہ اس تحصیل کا ایک گاؤں ہری کے (harine) سٹیج اور میاس کے سنگم پر واقع تھا۔ لہذا ہندو سنگم پر پاکستان کا قبضہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیانیوں کے یہ تباہ کن اور احمقانہ تجویز پیش کرنے میں کیا مقاصد کار فرما تھے اس سلسلہ میں غفر اللہ نے اپنی کتاب تحدیثِ نعمت کے صفحہ پر اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ خلیفہ المسیح ثانی

مرزا بشیر الدین محمود نے مسلم لیگ کانٹیننٹل کے تیار کرنے میں کراں قدر مدد فرمائی۔ اور اپنے ترقی پر دفاعی امور کے ایک ماہر پروفیسر SPATE سپیٹ کی خدمات انگلستان سے حاصل کی گئیں جو ریڈ کلف کمیشن کے روبرو نقشہ جات کی مدد سے دفاعی پہلو غفر اللہ کو سمجھاتا رہا۔ اور مرزا محمود نے انگلستان سے متعلقہ خاص اور اہم زوری کتابیں قادیان منگوائیں جن کو ایک موٹر سائیکل سوار سائڈ کار میں رکھ کر لاہور غفر اللہ کے پاس لایا۔ ان کتابوں میں کیا تحریر تھا اور نقشہ جات کی مدد سے پروفیسر سپیٹ نے کیا مشورے دئے۔ یہ بتانے سے غفر اللہ نے گریز کیا ہے۔ البتہ یہ تحریر کیا ہے کہ پروفیسر سپیٹ نے دفاعی پہلو مجھے خوب سمجھایا۔ اور بحث کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود بھی اجلاس میں تشریف فرما رہے۔

اس سلسلہ میں ایک نظریہ یہ ہے کہ قادیانی اپنے مرکز قادیان کو کسی صورت میں بھی پاکستان میں شامل ہونا پسند نہ کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ قادیان ہندوستان میں زیادہ محفوظ رہے گا۔ اور اگر کبھی پاکستان سے انہیں فرار ہونا پڑے تو وہ بھاگ کر اپنے اصل مرکز میں واپس آسکیں۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ قادیانی مرزا قادیان کی ایک اچھی خاصی تعداد اب بھی موجود ہے۔ قادیان کیونکہ ضلع گورداسپور میں واقع تھا۔ اور یہ ضلع پاکستان کو عارضی تقسیم میں مل گیا تھا۔ لہذا مرزا محمود سخت پریشان تھا۔ اور عہد بندی کمیشن کے روبرو بحث میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی اور دہاں ہمارے گھنٹوں بیٹھے رہنا اسکی بے قراری کو ظاہر کرتا تھا۔ پروفیسر اسپٹ جو غالباً جغرافیہ کا پروفیسر تھا۔ اس سے نقشہ بنوا بنا کر دیکھنا صرف ایک ایسے حل کی تلاش تھی، جو ضلع گورداسپور کو پاکستان سے نکال دے۔ آخر کار تحصیل والی سوچی سمجھی اسکیم بڑے عیارانہ طور پر تیار کر لی گئی۔ اس سلسلہ میں یقیناً ہندو سے بھی رابطہ قائم کیا گیا ہوگا۔ تاکہ قادیانی اپنا احسان جاکر قادیان کی حفاظت کا جواز پیدا کر سکیں۔ کہ ہم نے بھارت کو پچاسی ہزار مربع میل رقبہ کی ریاست جموں اور کشمیر کا راستہ دلویا۔ اگر قادیانی مسلم لیگ کی طرف سے ضلع یا کشمیری کو تقسیم کایزٹ بنانے کی تجویز کمیشن کے سامنے پیش کرتے۔ تو پھر بھارت کو کشمیر کا راستہ کس طرح ملتا۔ اور قادیان بھی پاکستان میں آجاتا۔ جو یقیناً مرزائیوں کے مفاد کے خلاف تھا۔ مرزائیوں نے دیگر اموز کی بنا پر رو دبدل کی اجازت دیکر ریڈ کلف کے لئے ہر ناجائز کاروائی کا جواز پیدا کر دیا۔ اور ہمارے مسلم اکثریتی علاقے کاٹنے کی کھلی چھٹی دیدی۔

جسٹس دین محمد مرحوم جو باؤنڈری کمیشن کے مسلمان ممبر تھے۔ ایک سراس اور مسلمان دل رکھتے تھے، ان تمام حرکتوں کے بعد مرحوم نے انکشاف کیا کہ پنجاب کی عہد بندی لائن بالابالا طے ہو چکی ہے۔ اور عہد بندی کمیشن کی کاروائی محض ایک ڈھونگ ہے۔ غفر اللہ کی شرارت سے وہ اور بھی زیادہ بددل ہو گئے تھے۔ جسٹس دین محمد مرحوم نے سوچا کہ اس کا علاج صرف ایک ہے کہ کمیشن کے مسلمان راج مستعفی ہو جائیں تاکہ ریڈ کلف اپنا جانب دار فیصلہ ہندو کے حق میں صادر نہ کر سکتے۔ لیکن بد قسمتی سے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ اور یہ آخری موقع بھی

ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ جس کے نتیجے میں کشمیر اور پانی کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ہماری آئندہ نسلوں کے لئے ایک عذاب کی صورت اختیار کر گیا۔

نظر اللہ قادیانی کے سفید جھوٹ | حیرت ہے کہ ایک شخص جو بین الاقوامی عدالت کا جج رہ چکا ہو۔ اور وہ سفید جھوٹ بولے۔ اور پھر بڑی بے حیائی سے یہ سفید جھوٹ اپنی آپ، بی بی میں تحریر کر کے تمام دنیا کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرے۔ قارئین کو تحصیل یونٹ بنانے کا قصہ تو معلوم ہو ہی گیا ہو گا کہ قادیانیوں نے کس طرح سازش کر کے ہمارے جان سے زیادہ عزیز ملک پاکستان کو نقصان پہنچایا۔ اب نظر اللہ خان قادیانی کی مکر و فریب سے بھری ہوئی تحصیل والے موقف کی تائید میں لغو اور جھوٹی تاویلات بھیلاحظہ فرمائیے۔ مثال شہر ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے جھوٹے کو کس اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ قادیانی سازش چھپانے کے لئے نظر اللہ اپنی آپ بی بی "تحذیر نعمت" میں منگھ پر رقمطراز ہے :

"عارضی انتظامی تقسیم میں راولپنڈی، ملتان اور لاہور ڈویژن کے جملہ اضلاع ماسوائے کانگڑہ مغربی پنجاب میں شامل کئے گئے تھے۔ اگر ہماری طرف سے ضلع کو یونٹ قرار دئے جانے کا مطالبہ کیا جاتا تو اضلاع میں سے امرتسر کو ترک کرنا پڑتا۔ اس خدشہ کا اظہار بھی کیا گیا کہ اگر ہم نے ضلع کو یونٹ قرار دینے کا مطالبہ کیا تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ ہم انتظامی تقسیم میں جو علاقہ مغربی پنجاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سے بھی کم علاقہ لینے پر رضامند ہیں۔"

اول سب سے بڑا جھوٹ تو یہ ہے کہ ضلع کانگڑہ جسکو نظر اللہ لاہور ڈویژن میں شمار کر رہا ہے ہمیشہ سے بالندھر ڈویژن میں شامل تھا۔ جو پوری کی پوری ہندوستان کو ملی تھی۔ اسکو صحیح بات یہ لکھنی چاہئے تھی۔ کہ عارضی تقسیم میں راولپنڈی، ملتان، اور لاہور ڈویژن کے جملہ اضلاع ماسوائے امرتسر مغربی پنجاب میں شامل کئے گئے تھے۔ اس کے ثبوت میں آزادی ہند ایکٹ ۱۹۴۷ء دیکھا جاسکتا ہے۔ جو اکثر کتب خانوں میں موجود ہے، اور اس کے جدول میں تمام عارضی انتظامی تقسیم کے اضلاع کی فہرست درج ہے۔

دوسرا جھوٹ نظر اللہ نے یہ بولا ہے۔ کہ ضلع امرتسر، جو ان کے اعلان میں پاکستان میں شامل تھا جو اسکا مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ حالانکہ اسی ایکٹ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ کہ ضلع امرتسر جو ایک غیر مسلم اکثریتی علاقہ تھا۔ ہندوستان میں شامل کیا گیا تھا۔

تیسرا جھوٹ نظر اللہ نے یہ بولا ہے کہ اگر ہم نے ضلع کو یونٹ قرار دئے جانے کا مطالبہ کیا تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ ہم انتظامی تقسیم میں جو علاقہ مغربی پنجاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سے بھی کم علاقہ لینے پر رضامند ہیں۔ ————— حالانکہ آزادی ہند ایکٹ میں صرف وہی اضلاع مغربی پاکستان میں شامل کئے گئے تھے۔ جہاں مسلم اکثریت

محق۔ اور کوئی منفع بھی ایسا نہیں دیا گیا تھا۔ جہاں پر غیر مسلم آبادی کی اکثریت ہو۔ لہذا یہ منطق فریب کاری پر مبنی ہے۔
تحدیثِ نعمت میں ان جھوٹی عیارانہ تاویلات کے بعد تحصیل کو ریٹ قرار دے جانے کی تائید میں احمقانہ اور
عیارانہ قسم کے دلائل پیش کئے ہیں۔ اور کشمیری اور دوآبے کی معقول تجویز کو رد کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے
سے پاکستان کو ایک طاقت ور ملک بننے اور بہت بڑا فائدہ پہنچنے کا احتمال تھا۔ جس سے آخر کار نفع مسلمانوں
کو ہی پہنچتا۔ جسکو مرزا کی امت کیسے برداشت کر سکتی تھی۔

پاکستان کے سابق وزیر اعظم ملک فیروز خان نون اپنی آپ بیتی FROM MEMORY کے ص ۲۱۱
پر لکھتے ہیں۔ کہ سٹر جناح پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ اور آئندہ بہت کچھ لکھا جاتا رہے گا۔ لیکن بد قسمتی سے
جو اشخاص سٹر جناح سے قریب تھے۔ اور تقسیم ہند کی اندرونی پوشیدہ کہانی جانتے تھے۔ انہوں نے کچھ
بھی تحریر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میں نے جو دھری محمد علی سے بھی کہا۔ لیکن انہوں نے بھی کچھ تحریر نہیں کیا۔
تقریباً کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اگر تقسیم ہند کی حقیقی اندرونی پوشیدہ کہانی لکھ دی جائے۔ تو آج ہماری
قوم کے بڑے بڑے تباہ معجم جن کے ہم بجا رہی ہیں۔ ٹوٹ ٹوٹ کر اور پاش پاش ہو کر گر جائیں۔ --

